

جو ہوا کے راستے میں روشن ہے۔ کیا کہا جاسکتا ہے کہ کس وقت کون سا جھوٹا
آٹے گا، جو اسے گل کر دے گا؟ اور ظاہر ہے کہ جو چراغ ہوا کی گزر گاہ میں
روشن ہوگا، اس کا زیادہ دیر تک جلتے رہنا ممکن ہی نہیں۔ جب سب سے
بڑے وجود کا یہ حال ہے تو باقی اشیاء کا معاملہ قابلِ توجہ بھی نہیں۔

مولانا طباہبائی فرماتے ہیں :

”باد استعارہ ہے زمانے کے تہجد و درود سے۔ غیر محسوس کو
محسوس سے تشبیہ دی ہے، پھر وجہ شبہ حرکت ہے۔ اس سبب
سے یہ استعارہ بہت ہی بدیع ہے“

۱۔ تشریح :

حالتِ فراق میں ہماری نظریں

دیوار اور دروازے پر

جمنی ہوئی ہیں۔ دیوار پر

اس لیے کہ شاید صبا ہمارے

لیے کوئی پیغام لے آئے۔

دروازے پر اس لیے کہ

شاید سمارا خط پہنچانے والا

جواب لے کر آجائے۔

صبا بھی شاعروں

کی خبر رساں اور نامہ بر

ہے۔ وہ دیوار ہی کے

اد پر سے آسکتی ہے۔

یہ ہم جو بحر میں، دیوار و در کو دیکھتے ہیں

کبھی صبا کو، کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہیں

وہ آئیں گھر میں ہمارے، خدا کی قدرت ہے!

کبھی ہم اُن کو، کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

نظر لگے نہ کہیں اُس کے دست و بازو کو

یہ لوگ کیوں مرے زخمِ جگر کو دیکھتے ہیں

ترے جو اہرِ طرٹ کلمہ کو کس دیکھیں

ہم اوجِ طالعِ لعل و گوہر کو دیکھتے ہیں

لہذا فراق زدہ عاشق کی نظریں بار بار دیوار کی طرف اٹھ رہی ہیں۔ قاصد دروازے